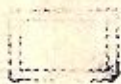


عالم گیر مذہب

عیسائیت یا پولوسیت

بجواب

عیسائی پمفلٹ "کیا مسیح کا مذہب عالم گیر ہے؟"



من تصنیف

محمد اسلم رانا ایڈیٹر ماہنامہ "طب و صحت"



اسلامی مشن سنت نگر لاہور

# عالمگیر مذہب صرف اسلام ہے

مسیح کا مشن محض اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھٹیڑوں یعنی تورات پر عمل نہ کرنے والے یہودیوں کو راہِ راست پر لانا تھا۔ مسیح کا مذہب تورات تھا۔ مسیح سلیمانی کی بربادی کی وجہ سے اس پر عمل درآمد ناممکن ہے یعنی مسیح کا مشن اور مذہب دونوں کی عالمگیری کا سوال خارج از بحث ہے۔

مسیح کے نام چلنے والے موجودہ مذہب پولوسیت کے پاس سرے سے کوئی شریعت یا ناظرِ حیات نہیں۔ شریعت موسیٰ کی عین ضد اور اس کی مخالفت میں زندگی بسر کرنے کا دوسرا نام پولوسیت ہے۔ جس پر عمل کرنا ناممکن ہے۔ القصد پولوسیت سرے سے کوئی مذہب نہیں ہے۔ یہ معممہ ہے سمجھنے کا نہ سمجھانے کا، اقواعد و ضوابط کے بغیر تو چند افراد کی ایک معمولی میٹنگ بھی نہیں ہو سکتی۔ ایک "عالمگیر مذہب" پولوسیت کیسے چل سکتا ہے؟

مسیحیت اور پولوسیت کے پیروکاروں کو معلوم ہونا چاہیے کہ اسلام اور صفِ اسلام ہی عالمگیر مذہب ہے۔ اس لئے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تمام نسلِ انسانی کے لئے تاقیامت پیغمبر ہیں (اعراف: ۱۵۸) انکی لائی ہوئی شریعت قرآنِ آخری وراہی شریعت ہے (یعنی اسرائیل: ۸۶) دنیا بھر میں ہر ملک کے باسی قیدِ زمان و مکان سے بالاتر ہو کر اس کے فرمودات پر باسانی چل سکتے ہیں۔ عذرِ محمد کی یہ محفل ہے جس کا جی چاہے آئے



## عالم گیر مذہب..... عیسائیت یا پولوسیت

بنی اسرائیل یا یہودیوں کے مشہور ترین پیغمبر حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے۔ آپ کو تورات کی عظیم الشان شریعت عطا ہوئی۔ تورات کے احکام کچھ اس طرح کے تھے کہ ان پر صرف یہودی ہی عمل کر سکتے تھے۔ اور وہ بھی ان کی عبادت گاہ (جس کی معروف شکل ہیکل سلیمانی تھی) میں ہی ممکن تھا۔ تورات کی مجوزہ عبادات قربانیاں صرف ہیکل میں ہی کاہن ہی گزار سکتے تھے۔ گویا یہ شریعت عارضی تھی اور ایک قوم (یہود) ایک علاقہ (فلسطین) ایک عبادت گاہ (ہیکل سلیمانی) اور ایک محدود عرصہ کے لئے کارآمد تھی۔ کیونکہ جب ستم میں ہیکل سلیمانی تباہ و برباد ہو گئی تو تورات پر عمل درآمد کا امکان ختم ہو گیا۔ آٹھ دن کے دکھوں مصیبتوں رٹائیوں جھگڑوں اور جلا وطنیوں کی ماری ہوئی قوم یہود تورات کی کما حقہ حفاظت بھی نہ کر سکی۔ چنانچہ موجودہ تورات کو اس کے اصل نسخہ سے وہی نسبت ہے۔ جو بچے کچھے یہودیوں کو پونے تین ہزار برس پیشتر کی بنی اسرائیلی قوم سے ہے۔

حضرت موسیٰ کے بعد یہودیوں میں بہت سے انبیاء کرام برپا ہوئے۔ جن کا مشن تورات ہی کی تبلیغ و اشاعت تھا۔ اس ذی شان سلسلہ انبیاء کی آخری کڑی حضرت مسیح علیہ السلام تھے۔ آپ کو بارگاہ الہی سے انجیل عنایت فرمائی گئی۔ لیکن انجیل کوئی باقاعدہ الگ، جدا اور ممتاز شریعت نہیں تھی۔ آپ تورات ہی کے احیاء کے لئے تشریف لائے تھے۔ مسیحی کتب مقدسہ شاہد ہیں۔

## حضرت مسیح کا مشن تورات کی تعلیم و حفاظت

آپ نے فرمایا یہ نہ سمجھو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں۔ منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں۔ کہ جب تک آسمان اور زمین مل نہ جائیں، ایک نقطہ یا ایک شوشہ تورات سے ہرگز نہیں ملے گا۔ جب تک سب کچھ پورا نہ ہو جائے۔ پس جو کوئی ان چھوٹے سے چھوٹے حکموں میں سے کسی کو بھی توڑے گا۔ اور یہی آدمیوں کو سکھائے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں سب سے چھوٹا کہلائے گا۔ لیکن جو ان پر عمل کرے گا اور ان کی تعلیم دے گا۔ وہ آسمان کی بادشاہی میں بڑا کہلائے گا۔  
(انجیل متی ۵: ۱۷-۱۹)

رومن کیتھیولک اردو بائبل نے اس پیراگراف کا عنوان رکھا ہے  
"الکمال شریعت"

(ii) مسیح کے چھوٹے سے ایک کوڑھی شفا یاب ہو گیا۔ تو مسیح نے اس سے کہا۔ خبردار کسی سے نہ کہنا بلکہ جا کر اپنے تئیں کاہن کو دکھا اور جو نذر موسیٰ نے مقرر کی ہے اسے گذران۔ تان کے لئے گواہی ہو۔ (متی ۸: ۴)

(iii) آپ کا فرمان ہے۔ پس اگر تو قربان گاہ پر اپنی نذر گذارتا ہو اور



وہاں تجھے یاد آئے کہ میرے بھائی کو مجھ سے کچھ شکایت ہے تو وہیں  
 قربان گاہ کے آگے اپنی نذر چھوڑ دے۔ اور جا کر پہلے اپنے بھائی سے  
 ملاپ کر تب آکر اپنی نذر گدبان (متی ۵: ۲۳-۲۴)

(iv) مسیح کے زمانہ میں علماء یہود نے عملی کاشکار ہو چکے تھے۔ اس لئے  
 آپ نے اپنی قوم اور شاگردوں کو ہدایت فرمائی: ”فقیر اور فرسی موسیٰ  
 کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں بتائیں وہ سب کرو۔ لیکن ان کے  
 سے کام نہ کرو۔ کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں“ (متی ۲۳: ۲-۳)  
 (v) آپ سبت کے دن یہودی عبادت خانوں (انجیل مرقس ۱: ۲۱)  
 اور سیکل سلیمانی میں جا کر یہودیوں کو تعلیم دیتے، عبادت کرتے اور  
 یہودیوں کی طرف سے سیکل کے ناجائز استعمال پر انہیں سرزنش کرتے  
 تھے (مرقس ۱۱: ۱۵، ۱۷)

مسیحؑ پر آئے بنی اسرائیل | مسیحؑ یہودیوں کے لئے ہیں  
 - مسیحوت ہوئے تھے۔

چنانچہ ان کی پیدائش سے پیشتر فرشتہ نے خوش خبری دی  
 ”وہی اپنے لوگوں کو ان کے گناہوں سے نجات دیگا“ (متی ۱: ۲۱)  
 ”بہت سے بنی اسرائیل کو خداوند کی طرف جو ان کا خدا ہے پھیر گا“

(لوقا ۱: ۱۶)

امت اسرائیل کے لئے منجی ہونے کی پیش گوئیاں بھی کی گئی تھیں

(لوقا ۲: ۱۰، ۱۱)

(۱۱) جب مسیح نے تبلیغ شروع کی تو یہودیوں کو خطاب کیا اور اپنے دائرہ کار کو یہودیوں تک ہی محدود رکھا۔ ایک غیر یہود عورت کی رحم کی درخواست پر غیر یہودیوں کو کتے قرار دیا۔ (متی باب ۱۵) آپ نے بنی اسرائیل کے بارہ قبیلوں کے لئے اپنے بارہ شاگرد مقرر کئے (متی ۲۰ : ۲۸)

واشکاف الفاظ میں اعلان کیا "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا۔ (متی ۱۵ : ۲۴) یعنی مسیح علیہ السلام صرف غفلت شعار اور بد اعمال فاسق و فاجر یہودیوں کو راہ راست پر لانے یعنی نورات پرستی سے عمل پیرا ہونے کی تلقین کرنے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

(iii) کتابچہ میں لکھا ہے جب آپ نے بارہ رسولوں کو فلسطین میں منادی کے لئے بھیجا۔ تو آپ نے ان کو حکم دیا۔ غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔ بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰ : ۵) یہ ممکن ہے کہ خداوند کے اس حکم کا تعلق کسی خاص تبلیغی دورہ سے ہو۔ لیکن معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے خداوند کا خود اپنا دستور چند مستثنیٰ صورتوں کے اسی اصول کے مطابق تھا۔ خود آپ نے اسی ہدایت پر عمل کیا جو آپ نے رسولوں کو منادی کے لئے بھیجتے وقت فرمایا تھا۔



یعنی مسیح کو خود بھی اقبال ہے کہ مسیح برائے بنی اسرائیل ہی تھا۔  
اس اصول سے چند مستنبات البتہ تھیں۔

تاریخ کلیسا کے مطابق بھی مسیح کی سرگرمیوں کا محور و مرکز قوم یہود  
ہی کی اصلاح تھی۔ پروفیسر فشر لکھتے ہیں :-

اس کی اپنی کوششیں تو اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھڑوں تک ہی محدود ہیں

(HISTORY OF THE CHRISTIAN CHURCH  
BY PROF. GEORGE PARK FISHER D.D., LL.D.

(1888, P. 23) مسیح کا شاگردوں کو حکم : مسیح نے اپنے شاگردوں کو حکم دیا۔  
(۱۶)

غیر قوموں کی طرف نہ جانا اور سامریوں کے کسی شہر میں داخل نہ ہونا۔  
بلکہ اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی بھڑوں کے پاس جانا۔ (متی ۱۰ : ۶)

شاگرد مسیح سے اس حکم پر چلتے رہے چنانچہ پطرس نے کہا :-

”اسی کو خدا نے مالک اور نبی بھرا کر اپنے واسطے ہاتھ سے سر بلند کیا۔“

”تاکہ اسرائیل کو توبہ کی توفیق اور گناہوں کی معافی بخشے“ (اعمال ۵ : ۳)

## عالم گیر عیسائیت یا پولوسیت

یہودیوں نے مسیح کو قبول نہ کیا۔ آپ کے شاگردوں کی دعوت پر

بھی کان نہ دھرا مقام حیرت و استعجاب ہے کہ مسیحیت دنیا کے  
کونے کونے میں موجود ہے۔ اور اسے دنیا کا سب سے بڑا

مذہب ہونے کا دعویٰ بھی ہے، اور اس مذہب کے سبھی نام لیوا غیر یہودی اقوام سے تعلق رکھتے ہیں۔

ان حالات میں ایک عام شخص سوچنے پر مجبور ہوتا ہے کہ یہ لوگ مسیح کے پیروکار کیسے اور کیوں کہلا سکتے ہیں اور آیا مسیحیت کے نام پر واقعی مسیح کا مذہب تورات یا یہودیت چل رہا ہے یا بات کچھ اور ہے؟ مسیحیت کے علم برداروں کو بھی اس امر کا شدید احساس ہے کہ وہ غیر یہود ہونے کے باوجود مسیح کی پیروی کا دم کیسے بھر سکتے ہیں؟ چنانچہ ۱۹۱۹ء میں ہاشم مسٹراف ڈی وارث سیکرٹری پنجاب مجلس یک سوسائٹی انارکلی لاہور کے شائع کردہ دس صفحات کے ایک مفلٹ بعنوان ”کیا مسیحی مذہب عالم گیر ہے؟“ میں اس سوال کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور یہ زعم خویش یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مسیح کا پیغام یہودیوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ مسیح کا اصل مقصد اسے غیر اقوام تک پہنچانا اور انہیں اپنے پیروکار بنانا تھا۔

**دعویٰ** موضوع کی اہمیت کے پیش نظر ہم اس کتابچے کے مندرجات کا جائزہ لیں گے۔ واللہ الموفق

لکھا ہے۔ دوسرے مذاہب میں اکثر ان کے پیرو اپنے بانی کی تعلیم سے بہت دور جا پڑے ہیں۔ اب اگر مسیحی مذہب دنیا کے مذاہب میں محض ایک مذہب ہوتا تو ہم یہ خیال کرتے کہ خداوند لیویع کے



اعلیٰ اصول لوگ سمجھنے سے قاصر رہے ہوں گے۔ اور اس لئے ابتداء  
ہی سے اس میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی ہوگی۔

ہم نے خیال کیا کرنا ہے "سبح مچ ہو ابھی ایسا ہی تھا۔  
**مطالعہ** کہ مسیح کی زندگی میں ہی لوگ اس کی حیثیت، مقام

اور پر وگرام سمجھنے سے قاصر رہے۔ انجیل متی میں لکھا ہے :-  
"جب یسوع قیصر یہ فلپی کے علاقہ میں آیا تو اس نے اپنے شاگردوں

سے یہ پوچھا کہ لوگ ابن آدم کو کیا کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا بعض  
پوچنا پتیسہ دینے والا کہتے ہیں۔ بعض ایلیاہ۔ بعض یرمیاہ یا

نبیوں میں سے کوئی اس نے ان سے کہا۔ مگر تم مجھے کیا کہتے ہو۔  
شعشعون پطرس نے جواب دیا کہ تو زندہ خدا کا بیٹا مسیح ہے۔

۔۔۔ اس وقت اس نے شاگردوں کو حکم دیا کہ کسی کو نہ بتانا کہ  
میں مسیح ہوں (متی باب 16)

مسیح تمثیلوں میں بائیں کیا کرتا تھا۔ جب اس کے ساتھیوں اور شاگردوں  
نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے جواب دیا تاکہ وہ دیکھتے ہوئے

دیکھیں اور معلوم نہ کریں اور سنتے ہوئے سنیں اور نہ سمجھیں ایسا نہ  
ہو کہ وہ رجوع ناپیں اور معافی پائیں (مرقس 16 : 12)

جب کہ مسیح اپنے آپ کو چھپاتا تھا۔ لوگوں کو عمدہ اندھیرے  
میں رکھنا چاہتا تھا۔ تعلیم ایسے دیتا تھا کہ سامعین کی سمجھ میں کچھ

نہ آئے اور وہ حسب سابق بدستور گمراہ رہیں۔ ایسے میں لوگوں

نے خود اسے اور اس کے "اعلیٰ اصولوں" کو سمجھنے سے قاصر ہی تو رہنا تھا۔  
 فی الواقع اس کے اعلیٰ اصول کسی کی سمجھ میں آئے بھی نہ کیونکہ  
 جب اس کے عزیزوں نے یہ سنا تو اسے پکڑنے کو نکلے کیونکہ وہ کہتے  
 تھے کہ وہ بے خود ہے؛ (مقدس ۳۰ : ۲۱)

اور وقت کے حاکموں نے اسے اس قدر سمجھا کہ اسے پکڑ کر  
 حد درجہ ذلیل و خوار کیا اور مصلوبیت کی لعنتی موت مار کر دم لیا۔  
 اس موقع پر انسائیکلو پیڈیا پریشیان خیالی میں رقم طراز ہے :  
 "مذہب اور علم الہی کے طویل ارتقاء نے سمجھانے کے لئے  
 چسان بین کی ہے کہ وہ کیا تھا اور کیا چاہتا تھا۔"

انسائیکلو پیڈیا برٹنیکا مطبوعہ ۱۹۶۹ء جلد ۱۲ صفحہ ۱۰۱۵ء اکالم ۲)  
 واضح ہو کہ عیسائیت کا مشہور ترین عقیدہ تثلیث کی تہ میں  
 بھی مسیح کی حیثیت متعین کرنے کا جھنجھٹ ہی نہیں تھا۔ جو  
 پونے دو ہزار برس بجائے خود بھی متمہ بنا رہا۔ حتیٰ کہ باشنور طبقہ  
 اسے ناقابل حل قراہ دے کر ترک کر گیا۔

تو ان حالات میں یہ کہنا اور سمجھنا بالکل آسان ہے کہ "خداوند  
 کے اعلیٰ اصول لوگ سمجھنے سے قاصر رہے۔ اور اس لئے ابتداء ہی  
 سے اس میں تبدیلی ہونا شروع ہو گئی تھی۔ اور غیر یہودیوں کا اپنے  
 آپ کو مسیح کے پیروکار کہلانا اس کا نقد ثبوت !

بلکہ یہ کہنا صحیح تر ہے کہ مسیح کا مذہب مسیح کی زندگی میں ہی بگڑا  
 پڑا تھا۔



## دعویٰ ۲ | کیا مقدس پولوس کا مذہب خداوند مسیح کے مذہب سے بہتر تھا؟

کتاچھ کے مصنف کا یہ سوال ثابت کرتا ہے کہ اس کے نزدیک دو علیحدہ مذہب ہیں۔ ۱۱، حضرت مسیحؑ کا مذہب  
۱۲، مقدس پولوس کا مذہب

”قدیم مسیحیوں کا میلان طبع جس کا اظہار انہوں نے غیر قوم یونانی اور رومی بلکہ وحشی اقوام کے درمیان انجیل کی اشاعت کر کے کیا خداوند مسیحؑ کے میلان طبع پر ایک نمایاں فوقیت رکھنا ہے۔“

ایک ہی سانس میں مسیحؑ کو خدا کہنا اور پھر قدیم مسیحیوں کے میلان طبع کو خداوند مسیحؑ کے میلان طبع پر نمایاں فوقیت رکھنے والا ”قرار دینا“

صاحبو! یہی بنائے فساد ہے۔ یہی کچ فہمی اور بے راہروی ہے جو پڑھ سکتا ہے۔ پڑھ لے جس کے کان ہوں سن لے جو دیکھ سکتا ہو جان بوجھ کر گمراہی اور ضلالت کے گڑھوں میں عمداً چھلانگیں لگانے والوں کو دیکھ لے۔

سہ محرم ہی تو نہیں ہے نوالا لے راز کا  
یاں ورنہ جو حجاب ہے پردہ ہے ساز کا

## دعویٰ ۱۳

یہ مقابلہ اس قدر عجیب ہے کہ بعض لوگوں کا سوال ہے کہ مسیحی مذہب کا بانی یسوع کی بجائے پولوس نہیں تھا؟ کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ پولوس نے خود اپنے خیالات کو رواج دینے کے لئے یسوع کے اثر اور نام کا استعمال کیا۔ اور کیا یہ نہیں ہو سکتا کہ یسوع کو عزت کے سب سے بلند ترین مقام پر رکھنے کا مدعی بن کر خود اپنے آقا سے بھی اعلیٰ مقام تک پہنچ گیا۔

**مطالعہ:** ہمارے نزدیک ان تمام سوالات کا جواب اثبات میں ہے "ہاں" ہے۔

جو عیسائیت ہمارے سامنے ہے، اس کا تانا بانا اور ڈھانچہ کچھ اس قسم کا ہے کہ اس میں اس کا اصل بانی اور اس کی تعلیم پس منظر میں چلے گئے ہیں۔ اور مسیح اور اس کی تعلیم کے نام پر پولوس اور اس کے نظریات و افکار جادوی و ساری ہیں۔

بائبل کی کتاب اعمال میں صراحت سے زبان پولوس ہی مذکور ہے کہ وہ یہودی تھا۔ مسیح اور اس کے نام لیواؤں کا سخت دشمن تھا۔ علماء یہود کے پروانوں کی مدد سے وہ مسیح کے پیروکاروں (جو صرف اور صرف یہودی تھے) کو پکڑتا، مارتا، پیٹتا اور قتل تک بھی کر دیتا تھا۔ پھر اس نے مشہور کیا کہ رویار میں مسیح نے مجھے اپنا لیا ہے اس پر وہ شخص مسیح کا پیروکار اور زبردست مبلغ و داعی بن گیا۔



معلوم ہوا ہے کہ اس شخص نے مسیحیوں کو ختم کرنے کی بجائے مسیحیت اور پیغامِ مسیح کو ختم کرنے کی ٹھانی۔ اس کے لئے رویا کا سوانگ دیا گیا اور مسیح کے داعی اور مبلغ کے روپ میں مسیح کے پیغام، تعلیمات اور اس کے مشن کی اس قدر زبردست اور بھرپور مخالفت کی کہ مسیح اور اس کے شاگرد سین سے بالکل غائب ہو گئے۔

## مسیح اور پولوس کی تعلیمات کا موازنہ و مقابلہ

(۱) یہود و غیر یہود میں تبلیغ : با وضاحت بتایا جا چکا ہے کہ مسیح یہودی تھا۔ اور برائے یہودی ہی برپا ہوا تھا جبکہ پولوس کے مخاطب اور پیروکار غیر یہود تھے۔ چنانچہ وہ اپنے آپ کو بار بار ”غیر قوموں کا رسول“ لکھتا ہے۔ (رومیوں ۱۱، ۱۲، اعمال ۹: ۱۵) آج کل دنیا میں جتنے بھی عیسائی ہیں۔ اپنے آپ کو مسیح کے پیروکار بتاتے ہیں۔ سب کے سب پولوس کی کھیتی ہیں۔ اور مسیح کے مذہب کے نام پر پولوس کی پولوسیت کا دم بھرنے والے ہیں۔

(۲) شریعت : مسیح شریعتِ موسوی کا پابند اور علمبردار تھا۔ جبکہ پولوس تورات کا سخت مخالف اور شدید ترین دشمن تھا اور اس کی بیخ کنی کا آرزو مند تھا اس نے پرچار کیا کہ ”مسیح شریعت کا

انجام ہے“ (رومیوں ۱۰: ۴)

شریعتِ لعنت ہے۔ مسیح صلیب پر ٹک کر ہمیں اس لعنت سے

چھڑا گیا (گلیتوں ۳ : ۱۳) مسیح نے حکموں کی وہ دستاویز مٹا  
ڈالی جو ہمارے نام پر اور ہمارے خلاف تھی اور اس کو صلیب پر  
کیلوں سے بڑ کر سامنے سے ہٹا دیا (کلیسیوں ۲ : ۱۴)  
وہاں نہ یونانی رہا نہ یہودی نہ ختنہ نہ نامختونی نہ وحشی نہ سکونی  
نہ غلام نہ آزاد صرف مسیح سب کچھ اور سب میں ہے۔

(کلیسیوں ۳ : ۱۱)

## اور مسیح مٹھون تھا

جب مسیح سب کچھ اور سب میں پھر اس کی پیروی میں ختنہ کیوں نہیں  
کراتے۔ ختنہ شریعت موسوی کا ایک اہم ترین حکم تھا۔ ابراہیم کے  
وقتوں سے چلا آ رہا تھا، غیر یہود اقوام ختنہ کی مخالف تھیں۔ یولوس  
نے ان کی خوشنودی کی خاطر کہا ”نہ ختنہ کوئی چیز ہے نہ نامختونی“

(۱- کرنتھیوں ۷ : ۱۸)

اگر تم ختنہ کراؤ گے تو مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ میں ہر  
ایک ختنہ کرنے والے شخص پر پھر گواہی دیتا ہوں کہ اسے تمام شریعت  
پر عمل کرنا فرض ہے۔ (گلیتوں ۵ : ۲، ۳)

بھلا کھلے بندوں نے اڑانے والے بت پرستوں کو شریعت  
موسوی کے چکر میں پھنسنے کی کیا مصیبت تھی۔ انہیں تو ایسی تعلیم  
چاہیے تھی کہ ”مسیح نے ہمیں آزاد رہنے کے لئے آزاد کیا ہے پس



قائم رہو اور دوبارہ غلامی کے جوئے میں نہ جتوؤ۔ (گلیتوں ۵: ۱)  
 دیکھا پولوس شریعت کو "غلامی کا جوا" کہ کر اس کا مذاق اڑاتا  
 ہے۔ تورات موسوی کی عبادت کا مرکزی نقطہ یروشلیم کی پہلی سلجانی  
 اور اس میں گذاری جانے والی قربانیاں تھیں۔ پولوس کا ایک شاگرد  
 رشید ان الفاظ میں انہیں ٹھٹھا کرتا ہے۔ "ہم کو یہ ہدایت ملی ہے کہ  
 . . . کہیں دامی سکونت کا خیال نہ باندھیں اور یہاں کسی شہر سے دل  
 نہ لگائیں۔ . . . نہ فقط یہودی قوم کی طرح مردہ جانوروں کی قربانیاں  
 گذاریں" (میزن الحق صفحہ ۲۸، مفسرہ پادری سی جی فائڈر ٹی ڈی)  
 موجودہ عیسائیت کی تعمیر تورات کے قبرستان میں ہوئی ہے،  
 (۱۷) پطرس کو سزائش! یہودی غیر یہودیوں سے سخت نفرت کرتے اور  
 ان سے دور رہتے تھے۔ جب مسیح کے لائق ترین شاگرد اور اس کے  
 مقرر کردہ جانشین پطرس (متی ۱۶: ۱۹) نے انطاکیہ میں غیر یہودی  
 مسیحیوں سے پرہیز کیا تو پولوس نے اسے سخت ڈانٹ پلائی  
 اسے یہودیوں اور اپنے آپ کو غیر یہودیوں کو خوش خبری دینے  
 والا بتایا۔ (گلیتوں باب ۲)  
 مسیح کے شاگرد یہودیوں کو دعوت دیتے تھے۔ ان کا ہیڈ کوارٹر  
 یروشلیم تھا۔ اور غیر قوموں کے رسول پولوس کا انطاکیہ میں  
 ہیڈ کوارٹر تھا۔ اس طرح دونوں پارٹیوں کی راہیں جدا جدا  
 تھیں۔

(۷) مسیح کے نہیں پولوس کے پیروکار :-

(د) یہودیوں میں ختنہ کرنا لازمی ہے۔ مسیح خود بھی مختون تھا۔ مسیح کے اصل پیروکار یہودی بھی ختنہ کرتے تھے۔ اس بحث میں پادری ڈملو لکھتے ہیں : رسولوں کے اعمال کی کتاب اور رومیوں، گلیتوں اور کلسیوں کے نام پولوس کے خطوط سے معلوم ہوتا ہے کہ یہودی مسیحی اپنے غیر یہودی مسیحی بھائیوں پر بھی ختنہ کی پابندی لازم قرار دیتے تھے۔ اس کشمکش میں پولوس اپنے نو مریدوں کو یہودیت کے جوآ سے آزاد کرنے میں کامیاب ہو گیا۔  
(تفسیر ڈملو صفحہ ۲۰۶ کالم ۲)

یعنی غیر یہودی عیسائی مسیح کے نہیں پولوس کے پیروکار ہیں جیسی تو پولوس کی پیروی میں یہ لوگ ختنہ نہیں کرتے، اگر یہ غیر اقوام مسیح کے پیروکار ہوتے تو مسیح کی پیروی اور شریعت موسوی کی تعمیل میں ختنہ کرانے اور یہودیت کے جوآ (ختنہ) سے آزادی پر خوشیاں نہ مناتے۔

(ب) انطاکیہ میں شاگردوں کے مسیحی کہلانے کے موقع پر ہی فاضل مفسر رقم طراز ہے : ”اس نام کا دیا جانا اس حقیقت کا اظہار ہے کہ بات ایک نئے یہودی فرقہ سے زیادہ تھی، کلیسیا میں بہت سے غیر یہودیوں اور وہ بھی یہودی ہوئے بغیر، کی شمولیت اور لیویع کی موسیٰ سے برتر ہونے کی تعلیم عیسائیت کو بنیاد نہ رہ



سمجھنے والوں کو مکمل طور پر حق بجانب قرار دیتی ہے۔"

(تفسیر دملو صفحہ ۸۳۳ کا م ۱)

یعنی پولوس کا مذہب، عیسائیت، یہودیت، تورات یا مسیح کے مذہب سے جدا اور نیا مذہب ہے۔ مسیح سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اب بھی مسیح کے مذہب کی حقیقت سمجھنے میں کوئی کسر ہو تو شاہدین پر وفیسر ڈین کے ان الفاظ کو غور اور توجہ سے پڑھیں۔ "پر مبنی طور پر یہاں بیان کیا گیا ہے کہ شاگرد پہلے انطاکیہ ہی میں مسیحی کہلائے۔ یہ نام یروشلم میں رکھنا ناممکن تھا۔ کیونکہ وہاں سب کے سب شاگرد یہودی تھے اور غیر اقوام انے تمیز نہیں کر سکتے تھے کہ یہ دیگر یہودیوں سے کس طرح مختلف ہیں۔ (خلاصہ تاریخ بائبل مصنفہ پر وفیسر بی ایس ڈین ایم۔ اے ایڈیٹر بی ایل ٹرنر صفحہ ۱۸۷ کا م ۲)

(ج) مانچسٹر یونیورسٹی میں تقابل ادیان کے فاضل پر وفیسر ایس جی ایف برنیڈن ایم اے ڈی ڈی اپنی عظیم الشان ورلڈ ٹائی ٹالیف میں لکھتے ہیں "مسیحیت ایک یہودی مسیحی تحریک کی حقیقت سے گلیل (فلسطین کے ایک صوبہ) میں شروع ہوئی۔ اس کا مرکزی نقطہ یسوع ماسری تھا مسیح کی مصلوبیت کے بعد یروشلم تحریک کا صدر مقام بن گیا۔ جو بنیادی طور پر یہودیت ہی رہی۔ یہ تحریک مسیح کی حیثیت سے یسوع کی فاتحانہ واپسی کی امیدیں تھیں کہ وہ آکر اسرائیل کی سلطنت کو پھر سے بحال کرے گا۔ زیادہ تر پولوس کی

کوششوں سے فلسطین کے باہر غیر یہودیوں میں ایک نئی شکل کا مذہب پھیلا دیا گیا۔ جس میں یسوع کو یہودیوں کے مسیح کی بجائے عالم گیر نجات دہندہ دیوتا کی حیثیت سے پیش کیا گیا۔ (A DICTIONARY OF

COMPARATIVE RELIGIONS BY S. G. F.

BRANDON M. A, D.D : 1974 P373 VOL.2)

امید ہے کہ قارئین کرام پر حقیقت روز روشن کی طرح واضح ہو گئی ہو گی۔ کہ پولوس یسوع کو عزت کے سب سے بلند ترین مقام پر رکھنے کا مدعی بن کر خود اپنے آقا سے بھی اعلیٰ مقام پر پہنچ گیا۔ نئے مذہب کا بانی بن بیٹھا۔

**دعویٰ نمبر ۱** مقدس پولوس کے خطوط اور مقدس یوحنا کی انجیل میں بہت فرق ہے۔ دونوں مصنفوں نے اپنے خیالات کا اظہار جدا گانہ کیا ہے۔ ان کی طرز عبادت علیحدہ۔

ان کا فلسفہ علیحدہ ہے۔ مقدس پولوس کا مقدس یوحنا سے سیکھنا ممکن نہیں اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ مقدس یوحنا نے مقدس پولوس سے سیکھا ہو۔ ان دونوں مصنفوں کو سمجھنے کے لئے ہم ماننا پڑتا ہے کہ ان کے مدنظر

ان سے کہیں اعلیٰ ترین ہستی تھی یعنی یسوع مسیح مضمون مطالعہ : پولوس کے خطوط اور یوحنا کی انجیل کا ایک ہونا عیسائیوں کے ہاں بھی مستحکم ہے۔ فاضل مصنف کا اقبال پڑھ ہی لیا۔ ہم واضح کریں گے کہ ان کا فلسفہ بھی علیحدہ نہیں وہ بھی ایک ہے۔



عین ممکن ہے کہ پولوس اور یوحنا نے ایک دوسرے سے کچھ نہ سیکھا ہو لیکن  
 اتنا ضرور ہے کہ دونوں یونانیوں کے شاگرد ضرور باہم ملتے تھے۔ یونانیت میں  
 رنگے ہوئے تھے۔ دونوں کی تصنیفات یونانی فلسفہ سے معمور و لبریز ہیں  
 انجیل یوحنا کے شروع میں لکھا ہے "ابتدا میں کلام تھا اور کلام  
 خدا کے ساتھ تھا اور کلام خدا تھا یہی ابتدا میں خدا کے ساتھ تھا۔"

سب چیزیں اسی کے وسیلہ سے پیدا ہوئیں۔ اور جو کچھ پیدا ہوا ہے اس میں  
 سے کوئی چیز بھی اس کے بغیر پیدا نہیں ہوئی۔ یہ سارا یونانی فلسفہ ہے  
 یونانی فلاسفر افلاطون کا پیش کردہ لوگاس ہے۔

**الٹا ٹکڑی پیا کی رائے** میں پولوس اس فلسفہ سے  
 بہت متاثر تھا۔ چنانچہ کلیسیوں کے نام خط کے مندرجہ ذیل اقتباس میں  
 انجیل یوحنا سے زیادہ لوگاس موجود ہے۔ پولوس لکھتا ہے "وہ  
 ان دیکھے خدا کی صورت اور تمام مخلوقات سے پہلے موجود ہے۔ کیونکہ  
 اسی میں سب چیزیں پیدا کی گئیں۔ آسمان کی ہوں یا زمین کی، دیکھی ہوں یا  
 ان دیکھی، تخت ہوں یا ریاستیں، حکومتیں ہوں یا اختیارات سب  
 چیزیں اسی کے وسیلہ سے اور اسی کے واسطے پیدا ہوئی ہیں۔ اور وہ سب  
 چیزوں سے پہلے ہے۔ اور اسی میں سب چیزیں قائم رہتی ہیں۔ اور وہی بن  
 یعنی کلیسیا کا سر ہے۔ وہ ابتدا ہے اور مڑوں میں سے جی اٹھنے والوں  
 میں پہلو ٹھاتا کہ سب باتوں میں اس کا اول درجہ ہو۔ کیونکہ باپ کو یہ پسند  
 آیا کہ ساری معموری اسی میں سکونت کرے۔"

(کلیون ۱: ۱۵ تا ۱۹) (انسایکلو پیڈیا آف ریجن اینڈ ایٹیکس جلد ۸)

صفحہ ۱۲۳ کام ۱۲

کیوں جی اناجیل کے مطابق اسی لئے صلیب پر چڑھایا گیا ؟

(۱۱) دونوں مصنفین مسیح کو خدا ماننے میں بھی متفق ہیں۔  
پروفیسر فشر لکھتے ہیں "شروع میں ایمان کا اصول یہ تھا کہ یسوع  
ہی مسیح تھا۔ جو بھی اس کی اس حیثیت کو مان لیتا۔ اسے بھی بنا لیا جاتا۔  
پولوس اور یوحنا نے مسیح کے بنائے عالم سے پیشتر وجود اور خدا کی وضوح  
طور پر تعلیم دی" (ایضاً ص ۲۲)

انجیل یوحنا تو یوحنا نے لکھی ہی مسیح کی خدا کی ثابت کرنے کے لئے تھی  
(کلیسیادی تواریخ مصنفہ فادر رینفرڈ او ایف کپ مطبوعہ ۱۹۵۸ء صفحہ ۱۶)  
ہائپر لیونورسٹی کے پروفیسر پیک کے لائن بھی پولوس مسیح کو خدا سمجھتا تھا۔

(CHRISTIANITY ITS NATURE AND ITS  
TRUTH BY PROF. ARTHUR S. PEAKE D.D

1922. P. 229)

**دعویٰ ۵** پولوس کو مسیحی مذہب کا بانی ایک لمحہ کے لئے بھی تصور

کر لینا اس امر کے ظاہر کرنے کے لئے کافی ہے کہ رسولی عہد میں مسیحی  
مذہب بگڑا ہوا نہیں تھا۔ اور نہ خداوند مسیح کی مسیحیت میں کمی واقع کر  
کے بنایا گیا تھا۔ اس حقیقت کی وجہ صرف یہی ہے کہ خداوند مسیح جو  
مردوں میں سے جی اٹھے اور زندہ ہیں اپنے پیروؤں کے ساتھ





شاگردوں کی سرگرمیاں اس کے بعد شروع ہوئی تھیں (س) پولوس مسیح کا مذہب بگاڑنے میں کامیاب ہی اس لئے ہوا تھا کہ مسیح برابر اپنے پیروؤں کے ساتھ نہیں رہے تھے۔ بصورت دیگر پولوس مسیح کے مذہب کو بگاڑنے میں کامیاب نہ ہوتا۔ اور اگر صورت مذکور کے مطابق سمجھا جائے کہ مسیح اپنے پیروؤں کے ساتھ برابر رہے تو پولوس کو مسیح سے طاقتور ماننا پڑے گا۔

گڑ کھائیں گانگلوں سے پرہیز اسے ہی تو کہتے ہیں۔  
**دعویٰ ۲** قابل غور یہ ہے کہ حضرت مسیح نے کبھی بھی اپنی تعلیم اور امیدوں کو اسرائیل تک محدود نہیں رکھا۔ دنیا یا زمین آسمانی مقام کے مقابلہ میں اس بڑے کام کی منظر گاہ ہے۔ جس کا آغاز آپ سے ہوتا ہے "میں زمین پر آگ ڈالنے آیا ہوں۔ اگر لگ چکی ہوتی تو میں کیا ہی خوش ہوتا۔" (لوقا ۱۲ : ۴۹)۔ اگر خداوند مسیح کا مقصد یہ ہوتا کہ شاگردوں کا اثر اسرائیل تک ہی محدود رہے اور اس سے باہر نہ پایا جائے۔ تو آپ اس قسم کے حیلے استعمال نہ کرتے

**مطالعہ** ایسے تمام حوالوں میں جہاں زمین یا دنیا کے الفاظ آئے ہیں اگر ان اصطلاحات پر مسیح کے مشن، دیگر اقوال اور شاگردوں کو تبلیغی ہدایات کے پس منظر میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس زمین اور دنیا سے مراد ارض فلسطین ہی مراد ہے۔ جب آپ زمین کہتے تھے تو اس سے ان کا مطلب وہ زمین تھی جہاں ان کی قوم یہود رہتی تھی جہاں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بیڑی رہتی تھیں۔ یہی ان کی دنیا تھی اسی لئے وہ برپا ہوئے تھے۔ ایسے حوالوں سے ہمیں ان کے مشن



کی عالم گیری کی غلط فہمی میں نہیں پڑنا چاہیے۔

**دعویٰ کا** چند بیانات سے بادشاہی کا اسرائیلی حیلوں کا بھیل جانا ظاہر ہوتا ہے۔ لوقا کی انجیل کے مصلوہوں باب کی مصلوہوں آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ عہد قدیم نے جو حدیں مقرر کی تھیں وہ یوحنا بپتسمہ دینے والے کی آمد پر اور خدا کی بادشاہی کی منادی سے منادی گئیں۔ شریعت اور انبیاء یوحنا تک رہے اس وقت سے خدا کی بادشاہی کی خوش خبری دی جاتی ہے۔ اور ہر ایک زور مار کر اس میں داخل ہوتا ہے۔ متی کی انجیل کے آٹھویں باب کی ۱۱ ویں آیت میں لکھا ہے "بہتر ہے پورب اور کچھیم سے اگر ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت میں ضیافت میں شریک ہوں گے۔ مگر بادشاہی کے بیٹے باہر انھیں میں ڈالے جائیں گے۔ وہاں رونا اور دانت پیسنا ہوگا۔" (مقابلہ لوقا ۱۳: ۱۷) بادشاہی نہ صرف عالم گیر ہے۔ بلکہ غیر قوموں سے زیادہ یہودیوں کو اس میں شریک ہونے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔

**مطالعہ** از ہم اپنے کتابچہ کے شروع میں مناسب سی وضاحت کر چکے ہیں۔ کہ مسیح نبیوں کی کتابوں یا تورات کو منسوخ نہیں بلکہ پورا کرتے آیا تھا۔ ایسے میں انجیل لوقا کے اس نوشتہ کی کوئی وقعت نہیں کہ شریعت اور انبیاء یوحنا تک رہے۔ (۱) شریعت موسوی ایک ابدی حقیقت تھی۔ تورات میں اس کی منسوخی کا کوئی ذکر نہیں۔ کہیں بھی نہیں لکھا ہے کہ (مسیح یا) فلاں نبی کی آمد پر تورات منسوخ ہو جائیگی (۲) تورات کو منسوخ اور اسے لغت قرار دینا والے موجودہ جیہوں (اور حقیقت پولوسیوں) کا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہی میں شریک

ہونا محال ہے۔ جنون ہے۔ (۱۷) ہم جیسے فضلہ کی زبانی وضاحت کر آئے ہیں۔ کہ مسیحیت، یہودیت سے الگ، جدا ایک نیا اور علیحدہ مذہب ہے۔ اس کا ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کے (مذہب اور ضیافت، تورات یا یہودیت) سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ حضرت مسیح کے پیروکار نہیں بلکہ پولوس کے مذہب کے علمبردار (اور پولوسی) ہیں۔ جن کا مسیح کے مذہب اور مشن سے کوئی علاقہ نہیں انہیں مسیح کا نام دیا گیا۔ اگلا نئے کا بائبل حق نہیں۔ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب کی آسمانی بادشاہت صرف برائے یہود تھی۔ عالم گیر نہیں تھی۔ غیر یہود (تواریک) کے لئے نہیں تھی۔ جبکہ پولوسیت میں غیر قوموں سے زیادہ یہودیوں کو اس میں شریک ہونے کا حق بھی حاصل نہیں ہے۔

**دعویٰ ۵** پہلی تین انجیلوں میں ہم پڑھتے ہیں کہ خداوند یسوع مسیح بشارت کے کام کو شروع کرنے سے پیشتر بیابان میں گئے اور چالیس دن روزہ رکھ کر بھوک و پیاس کی برداشت کی اور تب شیطان نے آپ کو آزمایا۔ مقدس متی اور لوقا اس آزمائش کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: پھر ابلیس اسے ایک بہت اونچے پہاڑ پر لے گیا اور دنیا کی ساری بادشاہتیں اور دن کی شان و شوکت اسے دکھائی اور اس سے کہا کہ اگر تو جھک کر مجھے سجدہ کرے تو سب کچھ تجھے دے دوں گا۔ یسوع نے اس سے کہا: اے شیطان دور ہو۔ کیونکہ لکھا ہے کہ تو خداوند اپنے خدا کو سجدہ کر اور صرف اسی کی عبادت کر! اب یہی حقیقت کہ یہ آزمائش اس صورت میں آئی کہ اطاعت الہی کے عوض آپ دنیا خرید لیں۔ ظاہر کرتی ہے کہ ابتداء ہی سے بشارت کے کام



کو شروع کرنے سے قبل آپ کی نگاہ ایسی بادشاہی پر تھی کہ جس میں ساری دنیا شامل ہو، آزمائش کی باتوں کا انکار کر کے آپ عالمگیر بادشاہی سے دست بردار نہیں ہوئے۔ بلکہ شیطان کے طریقہ پر اس بادشاہی کو حاصل کرنے سے آپ دستبردار ہوئے۔

**مطالعہ (۱)** یسوع کو بیابان میں روح بے گناہ اور خود نہیں گئے تھے۔ (۲) عیسائی عقیدہ کے مطابق مسیح خدا، عین خدا اور بالکل صحیح مکمل خدا تھا شیطان خدا کو کیسے آزما سکتا ہے۔

(۳) جب مسیح خود خدا تھا تو اس کا خدا کو سجدہ کرنے کا حکم کیا ہے؟  
بیابان مسیح کو کہنا چاہیے تھا کہ میں تو خدا خود ہوں۔ میں سجدہ کے لئے میرا کسی کو سجدہ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(۴) شیطان دنیا کا مالک نہیں ہے۔ اسے دنیا کی بادشاہیاں اور ان کی شان و شوکت کسی کو دینے کا قطعاً کوئی اختیار نہیں۔ یہ سرے سے کوئی آزمائش نہیں تھی۔ یہ ساری کہانی بے بنیاد ہے۔ افسانہ نویسی، بھلے مانسوا، عالم گیر بادشاہی مسیح کو دیتا کون تھا۔ اس کا مشن مطالبہ

کب تھا جس سے وہ دستبردار نہ ہوا۔ بقول انا جیل نویس یہ سارا حقیقت سے بے تعلق ڈھونگ تو شیطان کا رچا ہوا تھا۔

(۵) بادشاہی کا حصول مسیح کا مقصد پروگرام کبھی بھی نہ تھا۔ یار لوگ خواہ مخواہ بادشاہی اور وہ بھی عالم گیر کے حصول کی خوشنود اور اس سے دستبردار نہ ہونے کا الزام اس کے سر تھوپے جا رہے ہیں۔

انجیل پوچھنا میں لکھا ہے "پس یسوع معلوم کر کے کہ وہ آکر مجھے بادشاہ

بنانے کیلئے پکڑنا چاہتے ہیں۔ پھر بیڑ پر اکیلا چلا گیا۔ (لوحنا: ۱۵)

پادری ڈین بالکل ٹھیک لکھتے ہیں کہ مسیح کی عالم گیر بادشاہت روحانی تھی۔

(خلاصہ تاریخ بائبل صفحات ۱۰۹، ۱۵۱، ۱۶۱)

**دعویٰ ۹** انجیل کے بتیرے مقامات جو ہم نے ذیل میں جمع کئے ہیں

اور جن میں اتفاقیہ طور پر عالم گیر انجیل کے اشارت ملتے ہیں یہ ظاہر کرنے کے لئے

کانفی ہیں۔ کہ خداوند یسوع مسیح دیدہ دلست بادشاہی کی ایسی بنیاد ڈال رہے

تھے۔ کہ جس کے باعث یہ بادشاہی خود بخود غیر قوموں تک پھیل جائے۔

تمہارا استاد ایک ہی ہے اور تم سب بھائی ہو۔ (متی ۲۳: ۸) اگر کوئی میرے

پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی سے انکار کرے۔ اور اپنی صلیب اٹھائے

اور میرے پیچھے ہوئے۔ (متی ۱۶: ۲۴، لوقا ۹: ۲۷)

**مطالعہ** تحریف اور مطلب براری کے لئے سیاق و سباق سے جدا کر کے اقتباسات

درج کرنا عیسائیوں کی ایک قدیمی عادت ہے جو بیسویں صدی کی بھرپور

روشنی میں بھی نہیں گئی۔ تمہارا استاد ایک ہی ہے۔ اور تم سب بھائی ہو۔ کے الفاظ

محولہ حالات ہیں واقعی عام اور سب لوگوں کے لئے معلوم ہونے میں۔ حالانکہ

حقیقت حال اس کے قطعی برعکس ہے۔ یہ مسیح کے طویل خطاب سے ایک اقتباس

ہے۔ جس کے شروع میں لکھا ہے: "اس وقت یسوع نے بھڑے اور اپنے

شاگردوں سے یہ باتیں کیں کہ۔۔۔ اسی طرح مسیح کا دوسرا خطاب بھی

شاگردوں سے تھا۔ (متی ۱۶: ۲۱) جسے یار لوگ عام خطاب



ظاہر کر کے مسیح کی بادشاہی کو خواہ مخواہ کھینچ تان کر غیر قوموں تک پھیلانے جا رہے ہیں۔ یہی حال لقیہ اقتباسات کا ہے۔ ان کے مخاطب بھی یہودی ہی تھے۔

**دعوے** ملا آخر میں ہم انجیل کے ان مقامات کی طرف متوجہ ہوتے ہیں کہ جہاں خداوند کا وہ تبلیغی فرمان پایا جاتا ہے جو آپ نے جی اٹھنے کے بعد دیا۔ ”پس تم جا کر سب قوموں کو شاگرد بناؤ اور انہیں باپ اور بیٹے اور روح القدس کے نام پر بپتسمہ دو۔“ (متی ۲۸ : ۱۹)

یوں لکھا ہے کہ مسیح دکھ اٹھائے گا۔ اور تیسرے دن مردوں میں سے جی اٹھے گا۔ اور یروشلیم سے شروع کر کے ساری قوموں میں توبہ اور گناہ کی معافی کی منادی اس کے نام سے کی جائے گی۔

(لوقا ۲۴ : ۴۷)

یروشلیم اور تمام یہودیہ اور سامریہ میں بلکہ زمین کی انتہا تک تم میرے گواہ ہو گے۔ (اعمال ۱ : ۸)

**مطالعہ :** بات واقعی یوں ہے کہ عیسائی بلکہ دراصل پولوسی کسی نہ کسی جیلے بہانے اپنے آپ کو پولوسی نہ ہونے اور مسیح کے مذہب کے علم بردار ثابت کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے تنکوں تک کے سہارے تلاش کرتے ہیں۔

نقادوں کے نزدیک متی ۲۸ : ۱۹ والا حوالہ تحریف ہے۔

مشکوٰۃ ہے۔ مسیح کا قول نہیں ہے۔  
(تفصیلات کے لئے دیکھیں تفسیر ڈملو)

دوسرے دونوں اقوال بھی مسیح کے منہ میں زبردستی ڈالے گئے معلوم ہوتے ہیں۔ کیونکہ جیسا کہ ہمارے قارئین خوب جان چکے ہیں۔ ساری قوموں اور زمین کی انتہا تک کی جانے والی منادی یروشلیم سے نہیں انطاکیہ سے شروع ہوئی تھی۔

مسیح کی زبان پر یروشلیم آہی نہیں سکتا تھا۔ پروفیسر ڈین لکھتے ہیں ”ہم یہ پوچھے بغیر نہیں رہ سکتے کہ اگر یروشلیم خداوند پر ایمان لے آتا تو اس کا نتیجہ کیا ہوتا؟ ہم اس کا جواب نہیں دے سکتے۔ ہم صرف اتنا جانتے ہیں کہ اس کا یسوع کو رد کرنا جتنی تھا۔“

(خلاصہ تاریخ بائبل مصنفہ پروفیسر بی ایس ڈین ایم۔ اے ایڈیٹر بی۔ ایل ٹرنر صفحہ ۱۶۰ کالم ۲)

یہی مصنف آگے چل کر لکھتا ہے۔ آخر کار آدمی کے لئے مناسب جگہ ملی اور جگہ کے لئے مناسب آدمی۔ انطاکیہ ایشیا میں آبادی اور تہذیب کا عظیم ترین مرکز تھا۔ اور کلیسیا میں پولوس سب سے وسیع النظر اور متاثر کرنے والا آدمی تھا۔

اس لمحہ سے جب پولوس انطاکیہ پہنچا۔ پطرس اور یروشلیم میں منظر میں چلے گئے۔ اور پولوس اور انطاکیہ نمایاں ہو گئے۔ ایک نیا مرکز اور ایک رہنما حاصل ہوا اور دونوں ہی عالم گیر تبلیغی کام کے لئے



یروشلم اور وہاں مقیم رہنماؤں کے مقابلہ میں زیادہ قابل تھے ۔

(ایضاً صفحہ ۱۸۶ کالم ۲)

**دعوے** | عالم گیر انجیل کا تصور یہودیوں کے لئے  
الو کھا نہیں تھا۔ کیونکہ ان کا ایک مقدس  
نبی سینکڑوں برس پیشتر یہ کہہ چکا تھا :-

”میں تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا۔ کہ تجھ سے میری نجات  
زمین کے کناروں تک پہنچے۔“ (ایسیاہ ۴۹: ۱۶)

لیکن یہودیوں نے یہ نصب العین کبھی قبول نہیں کیا۔ اپنے  
مذہب کے قومی فخر کے باعث ان کے لئے مشکل تھا۔ کہ اپنا مذہب  
سب آدمیوں کے واسطے آزادانہ طور پر پیش کرتے ۔  
خداوند یسوع کے پہلے شاگردوں نے بھی اس دقت کو محسوس  
کیا تھا اور ان کا خیال تھا۔ کہ غیر قوم کے لوگ جو مسیحی ہونا چاہتے  
ہیں۔ ان کو لازم ہے کہ پہلے یہودی بنیں۔ رسولوں کے اعمال کا کتاب  
کا تعلق بہت کچھ اس بحث سے ہے۔ جو اس مسئلہ پر مبنی ۔  
آخر کار رسولی عہد کے خاتمہ سے پیشتر خداوند یسوع مسیح کا  
اصول غالب آیا اور کلیسیا کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا گیا۔  
”ناکہ وہ اس میں داخل ہوں۔“

**مطالعہ** :- (۱) تورات اور دیگر یہودی کتب مقدسہ میں انجیل کا  
کوئی ذکر بالکل نہیں۔ لہذا اس کی عالم گیری کا سوال ہی پیدا نہ ہوا۔

اندریں حالات عیسائی دعویٰ کہ عالم گیر انجیل کا تصور یہودیوں کے لئے انوکھا نہیں تھا غلط بیانی ہے۔ مجذوب کی بڑ اور دیوانے کے خواب سے زیادہ وقت نہیں رکھتا۔ مسیح اور اس کے شاگردوں کے وطرہ اور اقوال کے خلاف جاتا ہے۔

سلسلہ شاہ اسور ۷۲۱ قبل مسیح میں دس یہودی قبائل کو اسیر بنا کر لے گیا تھا۔ جن کا تاریخ میں کوئی اتہ پتہ نہیں چلتا۔ کہ آسمان سے اڑا یا انہیں زمین نکل گئی ۵۸۷ قبل مسیح میں شاہ بابل بنو کہ نصر (یا تخت نصر) بقیہ دو یہودی قبائل کو قیدی بنا کر لے گیا تھا۔ بابل کی اسیری کے دوران یہودی بہت دل شکستہ تھے۔ یسعیاہ نبی انہیں تسلیاں دیتا نظر آتا ہے۔ جن میں سے اکثر و بیشتر محض خیالی پلاؤ اور بے سرو پا ہیں۔ جن کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ مطلب و مفہوم کے اعتبار سے کچھ ہاتھ نہیں آتا۔

اب کتاب یسعیاہ میں سے مذکورہ آیت مکمل طور پر پڑھیں۔ لکھا ہے :

”ہاں خداوند فرماتا ہے کہ یہ تو ہلکی سی بات ہے کہ کہ تو یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے اور محفوظ اسرئیل کو واپس لانے کے لئے میرا خادم ہو۔ بلکہ میں



تجھ کو قوموں کے لئے نور بناؤں گا۔ کہ تجھ سے میری نجات  
زمین کے کناروں تک پہنچے۔

یہاں بھی پولوسی بھائی تحریف معنوی سے کام لے رہے  
ہیں۔ چلے جی "مسیح قوموں کے لئے نور بن چکا" اور  
"خدا کی نجات زمین کے کناروں تک پہنچ چکی۔"

حیکم پہلے مسیح کو "یعقوب کے قبائل کو برپا کرنے"  
اور "محفوظ اسرائیلیوں کو واپس لانے والا" بھی  
توثیبت کیا جانا چاہیے۔

کب مسیح نے بنی اسرائیل کے دس گم شدہ قبائل  
تلاش کئے اور "محفوظ اسرائیلیوں کو فلسطین میں واپس  
لایا؟۔

اس سوال کا جواب دینے کا بھاری پتھر کون اٹھائے گا؟  
اعمال ۱۳: ۱۷ کی رو سے پولوس اس "نور" ہونے کا مصداق  
اور داعی ہے۔ حالانکہ وہ یہود کے نبی مسیح کے مذہب  
نورات اور یہودیوں کے ایمان کا دشمن ہے۔

مسیح اور اس کے اپنے شاگردوں کا مشن بنی اسرائیل کی  
(اور وہ بھی کھوئی ہوئی) بھیڑوں کو اکٹھا کرنا اور پھر انہیں  
راہ راست پر لانا تھا۔ جو کبھی ہو نہ سکیں

رسولی عہد کے خاتمہ سے پیشتر خداوند یسوع کا نہیں پولوس

کا اصول غالب آیا۔ اور اس طرح پولوسیت کا دروازہ سب کے لئے کھول دیا گیا۔ یہودیوں نے مسیح کو نہیں مانا تھا۔ مسیح کے مذہب پر پولوس کی گرفت سے ان کے مسیح کو ماننے کے امکانات اگر کچھ تھے بھی تو معدوم ہو گئے۔

اب مسیح کے مذہب کے نام پر اس کی آرٹیں پولوس کا مذہب، یونانیت اور سورج پرستی چل رہا ہے۔ یہ پولوسیت کی عالم گیری ہے۔ مسیح کے مذہب کی عالم گیری نہیں۔

اب کیا ہم اپنے معزز قارئین باتمکین سے اس سوال کا جواب دے سکنے کی امید رکھیں کہ  
”کیا مسیحی مذہب عالم گیر مذہب ہو سکتا ہے؟“

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمین



تحریر: عبد المجید محمد لاہوری